صحابہ کے لیے بشارات اور ان کے اثرات: سیرت نبوی کی روشنی میں

Prophecies for male Companions of Prophet and their Implications: in the Light of the Prophet's Biography

Usman Abbas
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore
Email: raiusman678@gmail.com *ORCID:* https://orcid.org/0000-0003-2314-4608

Hafiz M. Dawood Al-Manshavi
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore
Email: hafizdawood99@gmail.com *ORCID:* https://orcid.org/0009-0009-9564-3220

Madiha Ismail
MS Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore
Email: imadiha143@gmail.com *ORCID:* https://orcid.org/0000-0002-1391-7729

Abstract:
Allah created the series of prophets to guide mankind and gave them companions as their assistants. In the same way, Allah gave companions to Hazrat Muhammad (ﷺ) who are called Companions. Companions include both men and women. Both of them have done outstanding work for the promotion of Islam. Both of them were active in the field of preaching and education as well as in the field of Jihad. The Holy Prophet (ﷺ) has given special tidings of heaven to some of them with explicit names. These tidings are due to his determination, perseverance, patience, courage and outstanding work for Islam. In this article, we have mentioned some of the male Companions who have been given special tidings of Paradise and then we have mentioned the results and effects derived from them so that our worldly and hereafter life can be successful in the light of their life.

Keywords:
Heaven, Prophecies, Companions, Implications, Islam

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی اور فوز و فلاح کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا۔ ان انبیاء کرام کو مختلف اوقات میں مختلف اقوام واوطان کی طرف معبوث فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے ساتھی اور معاون عطا فرمائے ہیں تاکہ تبلیغ دین کا کام عمدہ انداز میں سرانجام دیا جاسکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو بہترین ساتھی عطا فرمائے ہیں جنھیں صحابہ کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے مثال اور لازوال داستانیں رقم کی ہیں جن کے ذریعہ اسلام دنیا کے اطراف و کناف میں پھیلا۔ ان قربانیوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی قسم کی کمی نہیں محسوس ہونے دی میدان کارساز ہو یا میدان دعوت و تبلیغ ہو اُنہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جو عالم اسلام کے لیے عمدہ اور قابل تقلید مثالیں ہیں انہی کارناموں اور خدمات کی بنا پر بعض صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تصریح اسماء کے ساتھ جنت کی خصوصی بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس آرٹیکل میں ہم ان بعض

صحابہ کا خصوصی تذکرہ کریں گے جنہیں جنت کی خصوصی بشارت دی گئی ہے تا کہ ان کی سیرت اور کارناموں کے مطالعہ سے ہماری زندگی کامیاب وکامران بن سکے۔

بشارت کے لغوی معنی

بشارت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی ومفاہیم معلوم کرنے کے لیے عربی زبان وادب اور لغات کو دیکھنے کی ضرورت ہے کیوں کہ جو لفظ جس زبان سے ہوتا ہے اس کی حقیقت بھی اسی زبان سے معلوم ہوتی ہے لہذا ہم اس لفظ کو مختلف لغات میں دیکھتے ہیں۔ ابن درید کہتے ہیں:

البشرى والبشارة.[1]

یہ دونوں اسم ہیں جن کے ذریعے بشارت دی جاتی ہے اور بشارت خوبصورتی اور اچھی صورت وہیئت کو کہتے ہیں اور یہ لفظ عربی زبان میں مصدر ہے۔

ابو منصور محمد بن احمد الازھری لکھتے ہیں:

قَالَ الزَّجاجُ: معنى يَبشَرُك يَسُرُّك ويُفْرِحُك. بَشَرْتُ الرّجلَ أَبشرُهُ، إذا فَرَّحتَه، وبِشرَ يَبْشَرُ، إذا فَرِح.[2]

زجاج کہتے ہیں: وہ تجھے بشارت دیتا ہے، اس کا مطلب ہے وہ تجھے خوش کرتا ہے اور صاحبِ فرح کرتا ہے۔ میں بشارت دیتا ہوں آدمی کو یا دوں گا: اس کا مطلب ہے کہ جب تو اس کو خوش کردے اور وہ صاحب بشارت ہے یا ہو گا یعنی جب وہ خوش ہو۔

اس کے بعد ابو منصور الازھری کہتے ہیں:

وَمعنى يَبْشُرُكَ من البِشَارة، قَالَ: وأصل هَذَا كُله أنَّ بَشرَةَ الإنسانَ تنْبَسِطُ عِنْد السرُور، وَمن هَذَا قَوْلهم: فلَان يَلْقَاني بِبِشْرٍ، أَي بوجهٍ مُنْبَسِطٍ عِنْد السرُور.[3]

يبشرك کا مطلب بشارت سے ہو گا۔ کہتے ہیں کہ ان سب کی اصل یہ ہے کہ انسان کی جلد خوشی کے وقت کھل جاتی ہے اور کشادہ ہو جاتی ہے اور اسی سے اہل اللغۃ کا ایک قول ہے کہ فلان یلقاني ببشر یعنی فلان شخص مجھے خوشی کی حالت میں کشادہ چہرے کے ساتھ ملا۔ اس سے آگے ابو منصور الازھری لکھتے ہیں:

وَقَالَ اللَّيْث: البِشَارَةُ: مَا بُشِّرتَ بِهِ، والبشيرُ: الَّذِي يُبشِّرُ الْقَوْم بأَمرٍ خيرٍ أَو شَرّ، والبُشرَى الِاسْم.[4]

امام لیث کہتے ہیں کہ بشارت وہ چیز ہے جو خوش خبری دی جاتی ہے اور بشیر اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم کو کسی اچھے یا برے معاملے کی خبر دے اور بشری بھی اسی سے اسم ہے۔

امام جوھری لکھتے ہیں کہ مطلق بشارت صرف اچھے معاملے یعنی خیر ہی کی ہوتی ہے اور یہ شر یعنی برے معاملے کی خبر اس وقت ہوتی ہے جب اس کو برے معاملے سے مقید کر دیا جائے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾[5]

آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دیں یا بشارت دیں۔

یہاں جب برے معاملہ کی بشارت دینا مقصود ہے تو اس کو مقید ذکر کر دیا اور جب اچھے معاملہ کی خبر دینا مطلوب ہو تو اس کو مطلق ذکر کیا جاتا ہے۔[6]

ابن منظور لکھتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَلْيُبْشِرْ.[7]

جو قرآن سے محبت کرتا ہے وہ خوش ہو جائے۔

اس حدیث کو بطور شاہد لا کر ابن منظور کہتے ہیں:

فليبشر أي فليفرح وليسر.[8]

یعنی بشر کا مطلب ہے کہ خوشی اور فرحت حاصل کریں۔

اس حدیث کے مطابق ان کا مطلب یہ ہے کہ لفظ بشارت خوشی، مسرت اور فرح کے لیے مستعمل ہے۔ ابن منظور مزید لکھتے ہیں:

وأَتاني أَمْرٌ بَشِرْتُ بِهِ أَي سُرِرْتُ بِهِ. وبَشَرَنِي فلانٌ بِوَجْهٍ حَسَنٍ أَي لَقِيَنِي. وَهُوَ حَسَنُ البِشْرِأَي طَلَقُ الْوَجْهِ. والبِشارَةُ: مَا بُشِّرْتَ بِهِ. والبِشارة: تَباشُرُ الْقَوْمُ بأَمر وتَبَاشَرَ القومُ أَي بَشَّرَ بعضُهم بَعْضًا.[9]

میرے پاس ایسی خبر یا ایسا معاملہ پہنچا جس سے مجھے بشارت اور راحت ملی اور اسی طرح فلاں شخص مجھے اچھے طریقے سے ملا (یہاں بشرنی بمعنی لقینی ہے) اس کا مطلب کشادہ اور کھلے چہرے کے ساتھ کسی کو ملنا۔ بشارت کا مطلب ایسی چیز جس کے ذریعے خوش خبری ملتی ہے۔ اسی طرح بشارت کا مطلب یہ بھی ہے کہ قوم کسی اچھے معاملہ کو پہنچی یا انہوں نے کسی اچھے معاملہ کی خبر حاصل کی۔ تباشر القوم یعنی کسی کا کسی کو خوش خبری دینا یا خوشی والی خبر پہنچانا۔ اِس عبارت میں ان کے مطابق لفظ بشارت خوشی اور راحت کے معنی میں ہے، اسی طرح یہ بشارت انفرادی بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعی بھی ہو سکتی ہے۔

فیروزآبادی لکھتے ہیں:

البشارة (بکسر الباء): یہ ب ش ر سے اسم ہے اور یہ البشری کی طرح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز مبشر (خوش خبری دینے والا) عطا کرے یعنی خوش خبری۔ البشارة (بفتح الباء): اس کا مطلب حسن و جمال اور خوبصورتی ہے۔[10]

اِس عبارت میں ان کے مطابق لفظ بشارت بکسر الباء ہو تو اس کا مطلب خوش خبری ہے اور بفتح الباء ہو تو اس کا مطلب حسن و جمال اور خوب صورتی ہے۔

مولانا وحید الزمان قاسمی لکھتے ہیں:

البشارة: کے معنی ہیں: خوش خبری، خوش خبری دینے والے کا انعام، نیک فال اور حسن و جمال وغیرہ۔[11]

مذکورہ بالا لغوی مباحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لفظ بشارت کے حروف اصلی ب ش ر ہیں اور اس مادہ سے مختلف الفاظ اور مختلف ابواب کے تحت مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جبکہ ہمارے موضوع سے متعلقہ لفظ "بشارت" بھی اسی سے ماخوذ ہے جس کے مختلف معانی بیان ہوئے لیکن جو معنی ہمارے عنوان سے متعلق ہے وہ خوش خبری ہی ہے۔

بشارت کا اصطلاحی مفہوم

"بشارت" عربی زبان کا لفظ ہے اس کا اصطلاحی مفہوم درج ذیل ہے جو عربی کتب سے ماخوذ ہے۔امام جرجانی رقم طراز ہیں:

البشارة: كل خبر صدق تتغير به بشرة الوجه، ويستعمل في الخير والشر، وفي الخير أغلب.[12]

بشارت کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایسی سچی خبر جس کے ساتھ چہرے کی کشادگی تبدیل ہو اور یہ خیر اور شر دونوں میں مستعمل ہے لیکن خیر میں اس کا استعمال زیادہ ہے۔

امام محمد بن علی تھانوی لکھتے ہیں:

بشارت کو انگریزی زبان میں Annunciation کہتے ہیں جس کا مطلب ہے اعلان کرنا، اطلاع دینا، اچھے معاملہ کی خبر پہنچانا اور عربی زبان کے مطابق ہر ایسی سچی خبر جو چہرے کی کشادگی کو تبدیل کر دے اور اس کا استعمال خیر وشر دونوں میں موجود ہے لیکن خیر میں مستعمل کثیر ہے اس کو بشارت کہتے ہیں۔[13]

ان مذکورہ بالا دونوں تعریفات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بشارت ایسی خبر اور اطلاع کو کہتے ہیں جو انسان کے چہرے اور طبیعت کو تر و تازہ اور خوش وخرم کر دے یعنی انسان کو بہت اچھی اور بھلی خبر موصول ہو اس کو بشارت کہتے ہیں لیکن یہ اس صورت میں جب اس کا استعمال مطلق ہو لیکن اگر اس کو شر کے ساتھ مقید ذکر کیا جائے تو پھر یہ شر کی خبر ہو گی۔

بشارات

1۔ سیدنا اصیرم بنی عبد الاشہل رضی اللہ عنہ

یہ عظیم صحابی ہیں، چند لمحات کے لیے مسلمان ہو کر جنت کے حق دار قرار پائے، یہ وہ صحابی ہیں جو بغیر کوئی نماز پڑھے جنت کے وارث بنے ان کا نسب یہ ہے: عمرو بن ثابت بن وقش بن زغبۃ بن زعوراء بن عبد الاشہل الانصاری الاوسی الاشہلی۔ یہ حضرت سلمۃ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ یہ حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ ان کا نام عمرو، والد کا نام ثابت ہے لیکن یہ اصیرم بنی عبد الاشہل کے لقب سے معروف ہیں۔ یہ غزوہ احد کے دن ہی مسلمان ہوئے اور اسی دن ان کی شہادت ہوئی۔[14]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں موجود ہے۔ ابو اسحاق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا براء بن عازب کو فرماتے ہوئے سنا:

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا.[15]

(ترجمہ) ایک شخص اللہ کے نبی ﷺ کے پاس (جنگ کے دن) لوہے کا لباس پہن کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں جنگ کروں یا مسلمان ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر

لڑائی (جنگ) کرنا تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا پھر جنگ میں شریک ہوا تو وہ شہید کر دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے عمل بہت کم کیا ہے لیکن اجر بہت زیادہ لے گیا ہے۔

اس حدیث میں رجل سے مراد اصیرم بنی عبد الاشھل عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور دیگر روایات میں اس کی صراحت موجود ہے اور یہ صحابی غزوہ احد کے دن مسلمان ہوئے جب کہ مسلمان اس وقت میدان جنگ میں تھے اور یہ اسلحہ سے لیس ہو کر میدانِ جنگ میں پہنچے اور نبی کریم ﷺ سے قتال کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے ان کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور پھر یہ جنگ مس شریک ہوئے اور شھادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے حالانکہ سوائے کلمہ پڑھنے کے کوئی عمل صالح نہیں کیا تھا جب یہ جنگ میں شریک ہوئے جس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو اجر کثیر یعنی جنت کا حق دار قرار دیا۔

2۔ سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

مؤذن رسول، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، توحید کے بدلہ میں اہل مکہ سے بہت تکالیف برداشت کیں، مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اذان کہنا بھی ترک کر دی اور مدینہ چھوڑ کر دمشق میں جابسے اور دمشق میں ہی طاعون عمواس کی وبا کے دوران 18ھ یا 20ھ میں وفات پائی، ان کی کنیت میں اختلاف پایا جاتا ہے: ابو عبد اللہ یا ابو عبد الکریم یا ابو عبد الرحمان یا ابو عمرو۔[16]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلاَلٍ: «عِنْدَ صَلاَةِ الفَجْرِ يَا بِلاَلُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلاَمِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ» قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.[17]
>
> رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! مجھے اپنے سب سے زیادہ پر امید عمل کے بارے بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو بے شک میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے جنت میں سُنی ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا پر امید عمل یاد نہیں صرف یہ ہے کہ میں دن یا رات میں جس وقت بھی وضو کرتا ہوں ساتھ ہی نماز (تحیۃ الوضوء) بھی پڑھ لیتا ہوں جو اللہ نے میرے نصیب میں لکھی ہوتی ہے۔

اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آواز اپنے سے پہلے جنت میں سنی ہے جو ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت اور نوید ہے کہ آپ جنتی ہیں اور پھر جب آپ ﷺ نے ان سے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو وہ تحیۃ الوضوء تھا جو اجر کثیر والا عمل ہے۔

3۔ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ کے بڑے ہی پیارے اور دین کے احکامات کے حوالے سے بڑے ہی محتاط صحابی ہیں، آواز بلند کے مالک ہیں، ان کا نسب یہ ہے: ثابت بن قیس بن شماس بن ظھیر (زھیر) بن مالک بن امرئ القیس ابن مالک الاعز بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج۔ ان کا نام ثابت،

والد کا نام قیس، کنیت ابو محمد یا ابو عبد الرحمان ہے۔ یہ انصار کے خطیب تھے اور ان کو خطیب رسول اللہ ﷺ بھی کہا جاتا ہے، غزوہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران جنگ یمامہ کے دن 12ھ میں شہید ہوئے۔[18]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ المَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: "اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ".[19]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس کو اپنے صحابہ میں نہ پایا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا پتا کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔ تو وہ شخص حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو اس نے ان کو گھر میں اپنا سر جھکا کر پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے پایا تو اس شخص نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حال ہے آپ کا (کیا معاملہ ہے آپ کا) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بہت برا حال ہے، میری آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند ہو گئی ہے اور میرے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور میں تو اہل النار میں سے ہو گیا ہوں اس شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر حضرت ثابت کا سارا معاملہ سنایا، موسی راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص دوبارہ واپس گیا حضرت ثابت بن قیس کے پاس بہت بڑی بشارت لے کر۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو کہا کہ اس کے پاس جاؤ اور اس کو کہہ دو کہ بے شک تو اہل النار میں سے نہیں ہے بلکہ تو اہل الجنۃ میں سے ہے۔

اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو بڑے واضح الفاظ کے ساتھ جنت کی بشارت اور نوید سنائی ہے اور یہ ان کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور حضرت ثابت بن قیس کا واقعہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد پیش آیا۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ﴾[20]

اے مومنو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کو ایسے آواز دو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہو (ایسا کرنے سے) تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں معلوم بھی نہ ہو۔

اس آیت اور اس سے ملحقہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم دینی احکامات کے حوالہ سے کس قدر محتاط تھے، عمل کرنے میں کس قدر راغب تھے۔

4۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے ہی عظیم صحابی رسول ہیں، انصاری ہیں، مدینہ میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، ان کی وفات پر عرش الٰہی بھی ہل گیا تھا، بدر، احد، خندق میں شریک ہوئے، غزوہ خندق میں زخمی ہوئے اور ایک ماہ اسی زخم سے خون بہتا رہا تا آنکہ آپ کی شہادت واقع ہو گئی، ان کا نسب یہ ہے: سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن النبیت الانصاری الاشہلی۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔[21]

ان کے لیے جنت کی بشارت نبی کریم ﷺ کی درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ، فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا.[22]

نبی کریم ﷺ کو ریشمی لباس بطور ہدیہ (تحفہ) پیش کیا گیا تو ہم اسے چھو کر مسل کر اس پر تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو ہم نے عرض کی: جی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس ریشم سے کئی درجہ بہتر ہیں۔

اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے جو ان کے لیے جنت کی بشارت ہے اور یہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز اور مقام ہے۔

5۔ سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلے سال مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت پائی، ان کا نسب یہ ہے: عکاشۃ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ الاسدی۔ ان کی کنیت ابو محصن ہے، ان کے نام کا تلفظ "ک" کی تخفیف اور تشدید کے ساتھ دونوں طرح درست ہے۔[23]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «اللهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ»، ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ».[24]

میری اُمت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے تو ایک آدمی (عکاشہ) نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! دُعا کیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے کہا اے اللہ! اس کو اُن میں سے کر دے پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے بھی کہا کہ دُعا کیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

اِس روایت میں ہمارے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دین اسلام پر عمل کرنے کا شوق اور جذبہ واضح ہوتا ہے کہ جیسے نبی کریم ﷺ نے بغیر حساب جنت میں جانے والوں کا تذکرہ فرمایا فوراً حضرت عکاشہ نے اپنے لیے خصوصی دعا اور ان لوگوں میں شمولیت کی درخواست کر دی، جس پر انہیں ان میں شامل فرمالیا گیا اور یہ ان کے لیے جنت کی نوید ہے۔

6۔ سیدنا عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ

بزرگ صحابی، بڑے جذبے والے لیکن ایک ٹانگ سے معذور تھے ان کا نسب یہ ہے: عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری السلمی۔ غزوہ احد کے دن شہید ہوئے۔[25]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَتَى عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى أُقْتَلَ أَمْشِي بِرِجْلِي هَذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ؟، وَكَانَتْ رِجْلُهُ عرْجَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "نَعَمْ". فَقَتَلُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ هُوَ وَابْنُ أَخِيهِ وَمَوْلًى لَهُمْ، فَمَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: "كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكَ تَمْشِي بِرِجْلِكَ هَذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ". فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمَا وَبِمَوْلَاهُمَا فَجُعِلُوا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ.[26]

عمرو بن الجموح رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا خیال ہے آپ کا اگر میں لڑائی کروں یہاں تک کہ شہید کر دیا جاؤں، کیا میں اپنی صحیح ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل سکوں گا اور ان کی ایک ٹانگ کمزور تھی تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا! ہاں! احد کے دن عمرو بن الجموح اور ان کا بھتیجا اور ان کا آزاد کردہ غلام شہید ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے عمرو الجموح کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنی صحیح ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہا ہے پھر رسول اللہ ﷺ ان تینوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا اور ان کو دفن کر دیا گیا۔

اس روایت میں معزور صحابی رسول نے اس جذبہ اور شوق سے سوال کیا کہ دنیا میں مجھے اپنی معذوری پر صبر اور حوصلہ کیا جنت میں مجھے میری درست ٹانگ کے ساتھ بھیجا جائے گا۔ اس سوال پر نبی کریم ﷺ نے اسے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

7۔ سیدنا حارثۃ بن النعمان رضی اللہ عنہ

بڑے عظیم اور صاحب فضیلت صحابی رسول ہیں، ان کا نسب یہ ہے: حارثۃ بن النعمان بن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک ابن النجار الانصاری۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔[27]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ " فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "كَذَلِكَ الْبِرُّ، كَذَلِكَ الْبِرُّ " وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ.

میں سویا ہوا تھا اور حالتِ خواب میں جنت دیکھی تو میں نے وہاں ایک قاری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ حارثۃ بن النعمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک ایسے ہوتے ہیں، نیک ایسے ہی ہوتے ہیں اور وہ اپنی والدہ سے سب سے زیادہ حسن سلوک کرتے تھے۔[28]

اس روایت کے مطابق سیدنا حارثۃ بن النعمان رضی اللہ عنہ کو ان کی نیکی، تقوی اور قرآن کی تلاوت کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے جنت میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جو ان کے لیے جنت کی نوید ہے اور باعثِ اعزاز ہے۔

8- سیدنا ربیعۃ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ

عظیم المرتبت صحابیِ رسول، رسول اللہ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ اور ہمسائیگی کا سوال کرنے والے سیدنا ربیعۃ بن کعب الاسلمی ہیں، ان کا نسب یہ ہے: ربیعۃ بن کعب بن مالک بن یعمر الاسلمی، ان کی کنیت ابو فراس ہے، اہل الصفۃ میں سے ہیں، ان کی وفات 63ھ میں ہوئی۔[29]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

سیدنا ربیعۃ بن کعب الاسلمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».[30]

میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ کی ضرورت کی چیزیں اور وضو کا پانی لایا کرتا، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ مانگ لو، میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ اور بھی مانگ لو، میں نے عرض کیا: یہی کافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سجود کے ساتھ اپنے اس معاملے (سوالِ رفاقت) میں میری مدد کرو۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جنت میں آپ ﷺ کی ہمسائیگی کا سوال کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نفل نماز اور عبادت الہی کثرت سے کیا کرو اس بنیاد پر تمہیں جنت میں میری رفاقت مل جائے گی سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اس عمل کو کرنے کا عزم کیا اور اثبات میں جواب دیا جس وجہ سے یہ بات ان کے لیے جنت کی بشارت کا باعث بن گئی۔

9- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

سیدنا ناثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور بڑے عظیم صحابی رسول ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی وفات تک سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ شام کے علاقوں میں چلے گئے اور ان کی وفات 54ھ میں ہوئی ہے اور ان کے نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے: ثوبان بن بجد یا ثوبان بن جحدر، ان کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو عبد الرحمان ہے۔[31]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

سیدنا ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

جَلَسَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَوْمًا فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَرَفَعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَدَهُ، فَقَالَ: «مَنْ يُبَايِعُنِي؟»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا ثَوْبَانُ، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَدْ بَايَعْنَاكَ مَرَّةً، وَأَنَا أُبَايِعُكَ الثَّانِيَةَ،

فَعَلَامَ أُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «عَلَى أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا وَلَكُمِ الْجَنَّةُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَنَا بَايَعْتُكَ، وَلَمْ أَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا فَلِيَ الْجَنَّةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنْ شَاءَ اللهُ». قَالَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَسْأَلُ شَيْئًا مَا بَقِيتُ فِي الدُّنْيَا.[32]

حضور نبی کریم ﷺ ایک دن اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرماتھے کہ آپ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس بلند کر کے فرمایا: کون شخص میری بیعت کرے گا؟ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین مرتبہ دہرایا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہیں اُٹھا۔ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، ہم نے ایک بار آپ ﷺ سے بیعت کی ہوئی ہے۔ اب میں دوسری مرتبہ آپ ﷺ سے بیعت کرتا ہوں مگر اب میں کس چیز کی بیعت کروں؟ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم کسی سے کوئی چیز نہیں مانگو گے، اس وجہ سے تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول ﷺ اگر میں آپ ﷺ سے اس امر پر بیعت کروں کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا تو کیا مجھے جنت نصیب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان شاءاللہ۔ انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں جب تک دنیا میں زندہ رہوں گا اب کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت ثوبان کے اس بات پر بیعت کرنے پر کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگیں گے اپنے کام خود ہی کیا کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت کی نوید اور خوش خبری دی ہے جو ان کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور پھر حضرت ثوبان کا جذبہ بھی کمال ہے کہ انہوں نے آئندہ زندگی بھر کسی سے کسی بھی چیز کا سوال نہ کرنے کا عہد کیا اور آخر وقت تک اس کو نبھاتے رہے۔

10۔ سیدنا ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ

بڑے ہی عظیم صحابیِ رسول ﷺ ہیں، یہ واحد صحابی ہیں کہ جن سے جرم ہو گیا یعنی زنا کر بیٹھے تو فکر مند ہو کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعترافِ جرم بار بار کرتے رہے اور التجا کرتے رہے یارسول ﷺ! مجھے پاک کر دیں تو نبی کریم ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔[33]

ان کے لیے جنت کی بشارت درج ذیل روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

سیدنا بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ: «وَيْحَكَ، ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْحَكَ، ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِيمَ أُطَهِّرُكَ؟» فَقَالَ: مِنَ الزِّنَى، فَسَأَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبِهِ جُنُونٌ؟» فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ، فَقَالَ: «أَشَرِبَ خَمْرًا؟» فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ، فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

«أَزَنَيْتَ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ، قَائِلٌ يَقُولُ: لَقَدْ هَلَكَ، لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ، وَقَائِلٌ يَقُولُ: مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ»، قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ».[34]

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! لوٹ جاؤ، اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرو۔ وہ تھوڑی دور جا کر پلٹ آئے اور پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر ایسے فرمایا، یہاں تک کہ چوتھی بار ان کے کہنے پر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: بدکاری سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی ہے؟ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا، مگر اس سے شراب کی بدبو محسوس نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے بدکاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ بعد میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ بن مالک الاسلمی کے متعلق لوگوں کی دو آراء ہو گئیں۔ بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا ہے، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں ہے، کیوں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں اپنا ہاتھ رکھ کر عرض کیا: مجھے پتھروں سے مار ڈالیے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو تین دن صحابہ میں ہی اختلاف رہا، پھر ایک دن صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ سلام کرنے کے بعد ان کے ساتھ تشریف فرما ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو، صحابہ کرام نے دعا کی: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کو پوری قوم پر بھی تقسیم کر دیا جائے تو اسے کافی ہے۔

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا ماعز بن مالک کا اعتراف جرم کرنا، پاکی حاصل کرنے کا سوال کرنا، اس پر اصرار کرنا اور پھر نبی کریم ﷺ کا ان کو رجم کروانے کے بعد ان کی توبہ کو وسیع قرار دینا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی بخشش کر دی گئی ہے اور جنت ان کا مقدر بنا دیا گیا ہے جو ان کے لیے باعثِ اعزاز ہے۔

11۔ سیدنا انس بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن ابی عظیم صحابی رسول ہیں، ان کا نسب یہ ہے: انس بن ابی مرثد کناز بن الحصین بن یربوع بن طریف بن خرشنۃ بن عبید بن سعد بن عوف بن کعب بن جلان بن غنم۔ یہ غنوی ہیں، ان کی کنیت ابو یزید ہے، غزوہ حنین کے سفر میں ایک رات پہرہ دینے کی وجہ سے مشہور ہوئے، ان کے والد کا نام کناز ہے لیکن ان کی شہرت کنیت ابو مرثد سے ہے۔[35]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

سیدنا سھل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ، وَنَعَمِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ، قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟»، قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَقْبِلْ هَذَاالشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَحْسَسْنَاهُ فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَنَظَرْتُ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا».[36]

غزوہ حنین کے موقع پر صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور کافی دیر تک چلتے رہے حتی کہ رات کا وقت ہو گیا، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہوا۔ وہاں ایک گھڑ سوار آکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے سامنے گیا ہوں یہاں تک کہ میں فلاں فلاں پہاڑی پر چڑھا تو ہوازن والوں کو دیکھا کہ اپنی عورتوں، اونٹوں اور بکریوں کو حنین کے مقام پر جمع کر رہے تھے۔ رسول اللہ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا: ان شاء اللہ یہ کل مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہو گا۔ پھر فرمایا کہ آج رات ہمارا پہرا کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سواری پر سوار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اس گھاٹی کی طرف جاؤ اور اس کی چوٹی کی طرف چڑھ جاؤ، تمہاری وجہ سے آج رات ہم دھوکہ نہ کھائیں۔ جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لائے اور دو رکعات پڑھیں پھر فرمایا: کیا تمہیں اپنا گھڑ سوار نظر آیا؟ انہوں نے جواب دیا:

یا رسول اللہ ﷺ ہم نے نہیں دیکھا، نماز کے لیے اقامت کہی گئی، پھر رسول اللہ نماز پڑھانے لگے اور دوران نماز گھاٹی کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے یہاں تک کہ نماز پوری کی اور سلام پھیر دیا تو فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ تمہارا گھڑ سوار آ گیا ہے۔ پس ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹیوں کی طرف دیکھنے لگے تو وہ آ رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش کیا اور عرض گزار ہوئے: میں جا کر اس گھاٹی کی چوٹی پر چڑھ گیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں کے درمیان دیکھا، خوب نظر دوڑائی لیکن کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا آج رات تم گھوڑے سے اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، صرف نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی خواہ اس کے بعد کوئی بھی عمل نہ کرو تب بھی حکم نہیں بدلے گا۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جنگ کے سفر میں رات کا پہرہ دینے پر سیدنا انس بن ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور فرمایا کہ تجھ پر جنت واجب ہو گئی اگرچہ آج کے بعد تو کوئی عمل بھی نہ کرے پھر بھی تیرے اس عظیم بہادری، شجاعت اور ذمہ داری والے عمل کی وجہ سے تیرے لیے جنت کی بشارت اور نوید ہے اور یہ بات حضرت انس کے لیے بہت بڑے اعزاز اور فخر کی بات ہے کہ وہ بھی جنت کی خصوصی بشارت پانے والوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

12۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

عظیم صحابی رسول ہیں، غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، غزوہ موتہ میں نبی کریم ﷺ نے بالترتیب جن صحابہ کو امیر مقرر کیا ان میں سے ایک ہیں، ان کا نسب یہ ہے: عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبۃ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس الاکبر بن مالک الاغر بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔[37]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت سے ثابت ہے۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: أَلَا تُحَرِّكُ بِنَا الرِّكَابَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ قَوْلِي، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اسْمَعْ وَأَطِعْ فَنَزَلَ يَسُوقُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَغَوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ»، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ.[38]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ (حدی خوانی اور صحرائی نغموں کے ذریعے) تو ہماری سواریوں کی رفتار تیز کرتا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اب شعر کہنا چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً ان سے کہا: حضور کا فرمان سنو اور اطاعت کرو اس پر انہوں نے یہ اشعار پڑھے: اے اللہ! اگر تیری مدد و نصرت ہمارے شاملِ حال نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت یافتہ ہوتے، نہ ہی صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے تو نے ہمیں سکینت سے نواز اور جب دشمنوں

سے ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما، رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا۔ اے اللہ! تو اسے اپنی رحمت سے بہرہ یاب فرمایا۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا: حضور ﷺ کی اس دعا کی بدولت جنت واجب ہو گئی ہے۔

اس روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں حدی خوانی کے لیے اشعار پڑھنا اور پھر نبی کریم ﷺ کا ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کے لیے جنت کا واجب قرار دینا۔ یہ ان کے لیے جنت کی نوید اور بشارت کا باعث ہے اور بہت بڑا اعزاز ہے۔

13۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی رسول، مفسر قرآن، ان کا نسب یہ ہے: عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاھلۃ کاھل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ھذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر الھذلی۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمان ہے، قدیم اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں، دو ہجرتیں کی ہیں، تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ نبی کریم ﷺ ان سے کہہ کر تلاوت قرآن سنا کرتے، 32ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔[39]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

> أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ قَائِمًا يُصَلِّي، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَ الْمِائَةِ مِنَ النِّسَاءِ، أَخَذَ يَدْعُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَلْ تُعْطَهْ»، ثَلَاثًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَى جُنَّةِالْخُلْدِ.[40]
>
> حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قیام اللیل کر رہے تھے تو جب سورۃ النساء کی سو نمبر آیت پر پہنچے تو دعائیں شروع کر دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا (آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا) تو ابن مسعود نے یہ دعا کی: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کا طلب گار ہوں جس کے بعد ارتداد نہ ہو، اے اللہ! میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا طلب گار ہوں جو ختم نہ ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشگی والی اعلیٰ جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حکماً فرمایا کہ تم جو مانگو گے تمہیں ملے گا تو انہوں نے جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت مانگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات ان کے لیے جنت کی بشارت ہے کہ انہوں نے جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا سوال کیا اور ان کی یہ دعا رد نہیں ہو گی۔ لہذا وہ بھی مبشر بالجنہ ہیں اور یہ ان کے لیے باعثِ اعزاز ہے۔

14۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ کے خادم، دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کرنے والے، آپ ﷺ سے عظیم دعائیں لینے والے، صحابہ میں سے آخری چند صحابہ میں وفات پانے والے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے عظیم صحابی رسول ہیں، ان کا نسب یہ ہے: انس بن مالک

بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر ابن غنم بن عدی بن النجار بن ثعلبۃ بن عمرو بن الخزرج بن حارثۃ الانصاری الخزرجی النجاری البصری۔ ان کی کنیت ابو حمزہ ہے۔ ان کی وفات 93ھ میں ہوئی۔[41]

ان کے لیے جنت کی خصوصی بشارت درج ذیل روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَتْ بِي أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُنَيْسٌ ادْعُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَتَيْنِ وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ.[42]

میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور میں کم عمر تھا تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! پیارے انس کے لیے اللہ سے دعا کی درخواست ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا دی: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور اس کو جنت میں داخلہ عنایت فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے پہلی دو چیزیں دیکھ لی ہیں (پہلی دونوں چیزیں وافر موجود ہیں) اور تیسری چیز کی امید ہے (وہ بھی ضرور ہو گی اور وہ جنت ہے)۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ کا حضرت انس کو کثرت مال واولاد کی دعائیں دینا اور پھر یہ چیزیں دنیا میں ان کو مل جانا اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ دعا کا تیسرا حصہ جو کہ جنتی ہونے کی دعا ہے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہے اور وہ جنتی ہیں یہ ان کے لیے جنت کی بشارت ہے اور باعث اعزاز ہے۔

اثرات

1۔ کثرتِ سجود اور کثرت سے نفلی عبادت کرنا

کثرت سے سجدے کرنا سے مراد ہے کہ فرضی نمازوں کے علاوہ نفل نماز بہ کثرت پڑھنا، یہ عمل انسان کو جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ اور مصاحبت دے سکتا ہے جیسا کہ سیدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ کے سوالِ مصاحبت پر آپ ﷺ نے انہیں کثرتِ سجود کا مشورہ دیا۔

سیدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».[43]

میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ کی ضرورت کی چیزیں اور وضو کا پانی لایا کرتا ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ مانگ لو میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ اور بھی مانگ لو میں نے عرض کیا: یہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سجود کے ساتھ اپنے اس معاملے (سوالِ رفاقت) میں میری مدد کرو۔

اس روایت کے مطابق سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ سے جنت میں آپ کی مصاحبت اور ہمسائیگی کا سوال کرنا اور نبی کریم ﷺ کا ان کو اس کے حصول کے لیے کثرت سجود کا مشورہ دینا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان رات کی تنہائیوں میں اُٹھ کر

اللہ کے حضور بہ کثرت نمازِ نفل پیش کرے اس کے بدلہ میں جنت میں نبی کریم ﷺ کی مصاحبت اور ہمسائیگی مل سکتی ہے اور یہ زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے کہ ہمیں بہ کثرت نفل نماز اور عبادات کی طرف بھی رغبت رکھنی چاہیے کیوں کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

2۔ احکام شریعت کی قدر دانی

احکامِ شریعت کی قدر دانی سے مراد یہ ہے کہ ہر حکمِ قرآن یا حکم حدیث کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا اور اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھنا کہ یہ حکم میرے بارے میں ہی ہوگا اور پھر اس پر سوچ و بچار کرنا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنا کہ میں کس حد تک اس حکم کے تابع ہوں، اس حوالہ سے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ المَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: "اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ".[44]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے صحابہ میں نہ پایا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا پتا کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔ تو وہ شخص حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو اس نے ان کو گھر میں اپنا سر جھکا کر پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے پایا تو اس شخص نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حال ہے آپ کا (کیا معاملہ ہے آپ کا) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بہت برا حال ہے، میری آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند ہو گئی ہے اور میرے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور میں تو اہل النار میں سے ہو گیا ہوں تو اس شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا سارا معاملہ سنایا تو موسی راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص دوبارہ واپس گیا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس بہت بڑی بشارت لے کر۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو کہا کہ اس کے پاس جاؤ اور اس کو کہہ دو کہ بے شک تو اہل النار میں سے نہیں ہے بلکہ تو اہل الجنہ میں سے ہے۔

اس روایت کے مطابق سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا قرآن کی آیت کے نزول کے بعد اپنے آپ کو محبوس کر لینا اور اس فکر میں مگن ہو جانا کہ یہ حکم قرآن میرے بارے میں ہے اور پھر نبی کریم ﷺ کا ان کو اس معاملہ پر جنت کی بشارت دینا۔ اس سے ہماری انفرادی زندگی پر یہ اثر پڑتا ہے کہ ہمیں بھی شریعت کے ہر حکم کی قدر کرنی چاہیے اور اس پر عمل کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر حکم کا مخاطب خود اپنے نفس کو سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے لیے جنت کا باعث بن سکتا ہے۔

3۔ جنگ میں مسلمانوں کی حفاظت کے لیے پہرہ دینا

اس سے مراد یہ ہے کہ جنگ کے دنوں میں جب رات کے وقت جنگ بند ہوتی ہے تو اس وقت مسلمانوں کے لشکر اور سامانِ حرب کا پہرہ دینا اور ان کی حفاظت کے لیے کردار ادا کرنا بہت فضیلت والا عمل ہے جیسا کہ غزوہ حنین کے موقع پر سیدنا انس بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ، وَنَعَمِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ، قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟»، قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَقْبِلْ هَذَاالشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَحْسَسْنَاهُ فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَنَظَرْتُ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا».[45]

غزوہ حنین کے موقع پر صحابہ کرام نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر کیا اور کافی دیر تک چلتے رہے حتی کہ رات کا وقت ہو گیا، میں رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہوا۔ وہاں ایک گھڑ سوار آکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میں آپ کے سامنے گیا ہوں یہاں تک کہ میں فلاں فلاں پہاڑی پر چڑھا تو ہوازن والوں کو دیکھا کہ اپنی عورتوں، اونٹوں اور بکریوں کو حنین کے مقام پر جمع کر رہے تھے۔ رسول اللہ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا: ان شاء اللہ یہ کل مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہو گا۔ پھر فرمایا کہ آج رات ہمارا پہرا کون دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میں دوں گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ سواری پر سوار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا: اس گھاٹی کی طرف جاؤ اور اس کی چوٹی کی طرف چڑھ جاؤ، تمہاری وجہ سے آج رات ہم دھوکہ نہ کھائیں۔ جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لائے اور دو رکعات پڑھیں پھر فرمایا: کیا تمہیں اپنا گھڑ سوار نظر آیا؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم نے نہیں دیکھا، نماز کے لیے اقامت کہی گئی، پھر رسول اللہ نماز پڑھانے لگے اور

دوران نماز گھاٹی کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے یہاں تک کہ نماز پوری کی اور سلام پھیر دیا تو فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ تمہارا گھڑ سوار آگیا ہے۔ پس ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹیوں کی طرف دیکھنے لگے تو وہ آ رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش کیا اور عرض گزار ہوئے: میں جا کر اس گھاٹی کی چوٹی پر چڑھ گیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں کے درمیان دیکھا، خوب نظر دوڑائی لیکن کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا آج رات تم گھوڑے سے اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، صرف نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی خواہ اس کے بعد کوئی بھی عمل نہ کرو تب بھی حکم نہیں بدلے گا۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ کا مسلمانوں کی حفاظت کے لیے پہرہ دینے کے لیے اعلان کرنا اور سیدنا انس بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو پیش کر دینا اور مسلمانوں کی حفاظت کر کے جنت کی بشارت کا حق دار قرار پانا۔ اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہمیں اسلام، مسلمانوں اور اپنے ملک کی حفاظت کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ ہم بھی اس بشارت کے حق دار بن سکیں اور یہ ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے کہ ہمیں مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے خصوصی طور پر جب حالات جنگ ہوں کیوں کہ اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

4۔ اطاعتِ رسول ﷺ

ہر معاملہ میں اسوہ رسول ﷺ کا مطالعہ کرنا اور ہر معاملہ میں اطاعتِ رسول کو لازم کرنا۔ یہ انسان کے لیے جنت کا باعث بن سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: أَلَا تُحَرِّكُ بِنَا الرِّكَابَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ قَوْلِي، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اسْمَعْ وَأَطِعْ فَنَزَلَ يَسُوقُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَغَوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ»، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ.[46]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ (حدی خوانی اور صحرائی نغموں کے ذریعے) تو ہماری سواریوں کی رفتار تیز کرتا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اب شعر کہنا چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً ان سے کہا: حضور کا فرمان سنو اور اطاعت کرو اس پر انہوں نے یہ اشعار پڑھے: اے اللہ! اگر تیری مدد و نصرت ہمارے شاملِ حال نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت یافتہ ہوتے، نہ ہی صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے تو نے ہمیں سکینت سے نواز اور جب دشمنوں سے ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما، رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا۔ اے اللہ! تو اسے

اپنی رحمت سے بہرہ یاب فرمایا۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا: حضور ﷺ کی اس دعا کی بدولت جنت واجب ہو گئی ہے(46)

اس روایت کے مطابق سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شعر و شاعری چھوڑ چکے تھے لیکن جانوروں کو تیز چلانے کے لیے حدی خوانی کی ضرورت تھی اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ان کو حدی خوانی کا حکم دیا اور وہ فوری اطاعت رسول بجالائے۔ یہ ان کے لیے جنت کی بشارت کا باعث بنا۔ اس میں ہماری زندگی پر اثر مرتب ہوتا ہے کہ اگر ہم بھی اخروی نجات اور کامیابی کو اپنا مقدر بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر معاملہ میں اطاعتِ رسول کو فوری اپنانا ہوگا جو بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

5۔ حد والے جرم کا اقرار کرنا

اگر کوئی مسلمان خود ہی جرم کا اقرار کر کے قاضی یا حکمران کے سامنے پہنچ جائے اور جرم بھی ایسا ہو کہ جس پر کوئی بڑی حد لاگو ہوتی ہے تو یہ اقرار انسان کے گناہ معاف کر کے اس کو پاک صاف کر کے اللہ کے دربار میں حاضر کرنے کا باعث بنتا ہے اور یہ انسان کے لیے جنت کا باعث بن سکتا ہے اس حوالہ سے سیدنا ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ: «وَيْحَكَ، ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْحَكَ، ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ: «فِيمَ أُطَهِّرُكَ؟» فَقَالَ: مِنَ الزِّنَى، فَسَأَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبِهِ جُنُونٌ؟» فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ، فَقَالَ: «أَشَرِبَ خَمْرًا؟» فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ، فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَزَنَيْتَ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ، قَائِلٌ يَقُولُ: لَقَدْ هَلَكَ، لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ، وَقَائِلٌ يَقُولُ: مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ»، قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ».[47]

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! لوٹ جاؤ، اللہ تعالی سے توبہ استغفار کرو۔ وہ تھوڑی دور جا کر پلٹ آئے اور پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر ایسے فرمایا، یہاں تک کہ چوتھی بار ان کے کہنے پر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: بدکاری سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی ہے؟ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کا منہ سونگھا، مگر اس سے شراب کی بدبو محسوس نہیں کی، رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے بدکاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

بعد میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ بن مالک الاسلمی کے متعلق لوگوں کی دو آراء ہو گئیں۔ بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا ہے، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں ہے، کیوں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں اپنا ہاتھ رکھ کر عرض کیا: مجھے پتھروں سے مار ڈالیے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو تین دن صحابہ میں ہی اختلاف رہا، پھر ایک دن صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ سلام کرنے کے بعد ان کے ساتھ تشریف فرما ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو، صحابہ کرام نے دعا کی: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کو پوری قوم پر بھی تقسیم کر دیا جائے تو اسے کافی ہے۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان اگر کسی ایسے جرم کا خود ہی اعتراف کر لے جس پر حد لاگو ہوتی ہو تو یہ انسان کی بخشش کے لیے کافی ہے۔ اس میں ہماری زندگی پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ اگر ہم کوئی ایسا قبیح جرم کر بیٹھیں تو ہمیں دنیا کے معاملات کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اللہ کے خوف اور خشیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس جرم کا اعتراف کر لینا چاہیے اگرچہ اس پر کتنی بڑی سزا ہی کیوں نہ لاگو ہوتی ہو کیوں کہ یہ انسان کی اخروی نجات کا باعث بنے گی اور حقیقی کامیابی اور نجات، اخروی کامیابی اور نجات ہی ہے۔

6۔ نماز تحیۃ الوضو ادا کرنا

اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص ہر وضو کرنے کے بعد نفل نماز ادا کر لے اس کو نماز تحیۃ الوضو کہتے ہیں اور یہ جنت کی بشارت کا باعث ہے، اس سلسلہ میں سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلاَلٍ: «عِنْدَ صَلاَةِ الفَجْرِ يَا بِلاَلُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلاَمِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ» قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.[48]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! مجھے اپنے سب سے زیادہ پر امید عمل کے بارے بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو بے شک میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے جنت میں سُنی ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا پر امید عمل یاد نہیں صرف یہ ہے کہ میں دن یا رات میں جس وقت بھی وضو کرتا ہوں ساتھ ہی نماز (تحیۃ الوضوء) بھی پڑھ لیتا ہوں جو اللہ نے میرے نصیب میں لکھی ہوتی ہے۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال کے قدموں کی آہٹ جنت میں سنی اور نبی کریم ﷺ نے جب ان سے سوال کیا کہ یہ کس وجہ سے ہے تو انہوں نے عرض کیا: یہ تحیۃ الوضو نماز کیادائیگی کی وجہ سے ہے۔ اس واقعہ میں ہماری زندگی پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہم بھی باوضو رہنے کی کوشش کریں اور ساتھ ہی تحیۃ الوضو نفل نماز کی ادائیگی بھی کریں تو جنت ہمارا مقدر بن سکتی ہے جو بہت بڑا اعزاز ہے۔

7۔ صبر عظیم پر جنت کا وعدہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بہت بڑے معاملہ یا تکلیف پر صبر کرتا ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اس حوالے سے سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر ان کی والدہ کا صبر کرنے کا شاندار واقعہ ہمارے لیے باعثِ نصیحت ہے۔

حمید راوی بیان کرتے ہیں کہ

سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلاَمٌ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ يَكُ فِي الجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: «وَيْحَكِ، أَوَهَبِلْتِ، أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الفِرْدَوْسِ». [49]

میں نے سیدنا انس بن مالک کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ حارثہ بن سراقہ بدر کے دن تیر لگنے سے شہید ہوگئے اور وہ ابھی کم عمر ہی تھے تو اس کی والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ یارسول اللہ! آپ حارثہ سے میری محبت کو جانتے ہیں اگر وہ جنت میں گیا تو میں صبر کروں گی اور اجر کی امید رکھوں گی اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ ہوا تو آپ ﷺ دیکھ لیں گے جو میں کروں گی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر کیا تیرے بیٹے کی شہادت نے تجھے پاگل کر دیا ہے؟ کیا وہاں ایک ہی جنت ہے؟ وہاں بہت سی جنتیں ہیں اور سراقہ تو جنت الفردوس (اعلیٰ جنت) میں ہے۔

اس روایت کے مطابق سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی شہادت کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا کہ اگر اس کو جنت ملی ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ بہت واویلا کروں گی جس پر نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے جنتِ فردوس کی خوش خبری سنائی۔ اس میں ہماری زندگی پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ہمیں مصائب، تکالیف اور پسندیدہ اشیاء کے چھن جانے پر صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے کیوں کہ اس کا اجر بہت عظیم ہے۔

8۔ والدہ کی فرماں برداری کرنا اور تلاوتِ قرآن کرنا

والدہ کی فرماں برداری کرنا اور تلاوتِ قرآن کرنا دونوں بہت بڑے عمل ہیں اور دونوں کے علیحدہ علیحدہ اجر بھی بہت بیان ہوتے ہیں لیکن یہاں ہمارے لیے سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی زندگی مشعلِ راہ ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ " فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "كَذَلِكَ الْبِرُّ، كَذَلِكَ الْبِرُّ " وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ. [50]

میں سویا ہوا تھا اور حالتِ خواب میں جنت دیکھی تو میں نے وہاں ایک قاری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک ایسے ہوتے ہیں، نیک ایسے ہی ہوتے ہیں اور وہ اپنی والدہ سے سب سے زیادہ حسن سلوک کرتے تھے۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جنت میں داخل ہونے کے بعد تلاوت کی آواز سنی تو دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں تو آپ نے انہیں نیک اور والدہ کا فرماں بردار قرار دیا ہے اس واقعہ میں ہماری زندگی پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ہم بھی تلاوت قرآن بہ کثرت کریں اور والدین کی فرماں برداری کرتے رہیں کیوں کہ ان دونوں اعمال کا اجر بہت بڑا ہے۔

9۔ کثرت سے دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے سوال کریں، دعا کریں اور مانگتے رہیں لہذا کثرت سے دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی جنت کا باعث ہے اس حوالہ سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ قَائِمًا يُصَلِّي، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَ الْمِائَةِ مِنَ النِّسَاءِ، أَخَذَ يَدْعُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَلْ تُعْطَهْ»، ثَلَاثًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَى جُنَّةِ الْخُلْدِ.[51]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قیام اللیل کر رہے تھے تو جب سورۃ النساء کی سو نمبر آیت پر پہنچے تو دعائیں شروع کر دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا (آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا) تو ابن مسعود نے یہ دعا کی: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کا طلب گار ہوں جس کے بعد ارتداد نہ ہو، اے اللہ! میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا طلب گار ہوں ختم نہ ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشگی والی اعلیٰ جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت کی کہ سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا اور یہ الفاظ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ کہے تو اس سے ہماری زندگی پر اثرات مرتب ہوتے ہیں ہمیں بھی کثرت سے دعائیں کرنی چاہیں۔ سوال کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضروریات پیش کرنی چاہیے کیوں کہ اس پر اجر عظیم ہے۔

10۔ احکاماتِ شریعت پر عمل میں سبقت کی کوشش

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو احکامات دینیہ میں سبقت اور پہل کی کوشش کرنی چاہیے جس سے انسان السابقون الاولون لوگوں میں شامل ہو سکتا ہے اور بعض اوقات ہم کسی بڑے اجر کے حق دار بن سکتے ہیں، اس حوالہ سے سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے قابلِ ذکر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «اللهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ»، ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ».[52]

میری اُمت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے تو ایک آدمی (عکاشہ) نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! دُعا کیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے کہا اے اللہ! اس کو اُن میں سے کر دے پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اُس نے بھی کہا کہ دُعا کیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے سامنے ان ستر ہزار لوگوں کا تذکرہ کیا جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جس پر سیدہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے فوراً دعا کی درخواست کر دی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے ستر ہزار میں شمولیت کی دعا فرما دی تو اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہم معاشرتی طور پر احکامات دینیہ سے لگاؤ پیدا کریں اور ہم سبقت اعمال کی کوشش کریں تو یہ ہمارے لیے کافی بہتر ثابت ہو سکتا ہے جیسا کہ سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ اس سبقت کی بدولت ان ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔

11۔ لوگوں سے بے نیاز ہونا

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے تمام کام خود سرانجام دینے چاہیے اور لوگوں سے کسی حقیر سے حقیر چیز کا بھی سوال نہیں کرنا چاہیے۔ جس انسان میں یہ صفت پیدا ہو جائے وہ بہت بہترین انسان بن جاتا ہے، اس حوالے سے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ ﷺ کا واقعہ ہمارے لیے قابلِ نمونہ ہے۔

سیدنا ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

جَلَسَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَوْمًا فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَرَفَعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَدَهُ، فَقَالَ: «مَنْ يُبَايِعُنِي؟»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا ثَوْبَانُ، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَدْ بَايَعْنَاكَ مَرَّةً، وَأَنَا أُبَايِعُكَ الثَّانِيَةَ، فَعَلَامَ أُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «عَلَى أَنْ لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا وَلَكُمُ الْجَنَّةُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَنَا بَايَعْتُكَ، وَلَمْ أَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا فَلِيَ الْجَنَّةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنْ شَاءَ اللهُ». قَالَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَسْأَلُ شَيْئًا مَا بَقِيتُ فِي الدُّنْيَا.[53]

حضور نبی کریم ﷺ ایک دن اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس بلند کر کے فرمایا: کون شخص میری بیعت کرے گا؟ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین مرتبہ دہرایا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہیں اُٹھا۔ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، ہم نے ایک بار آپ ﷺ سے بیعت کی ہوئی ہے۔ اب میں دوسری مرتبہ آپ ﷺ سے بیعت کرتا ہوں مگر اب میں کس چیز کی بیعت کروں؟ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات پر کہ تم کسی سے کوئی چیز نہیں مانگو گے، اس وجہ سے تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول ﷺ اگر میں آپ ﷺ سے اس امر پر بیعت کروں کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں

کروں گا تو کیا مجھے جنت نصیب ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان شاءاللہ۔ انہوں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں جب تک دنیا میں زندہ رہوں گا اب کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو یہ تلقین کی کہ تم میری بیعت اس شرط پر کرو کہ تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے تو تمہارے لیے جنت ہے۔ تو اس پر سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس بات پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کر لی۔ اس میں ہماری زندگی پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ہمیں بطور انسان اپنے معاملات اور امور خود نمٹانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس پر بہت بڑے اجر کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔

12۔ عملِ قلیل پر اجر کثیر کا ملنا

اس سے مراد یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان خلوصِ نیت سے انسانی نظر کے مطابق کوئی حقیر عمل کرتا ہے یا عمل کی دنیا میں معمولی اعمال ہی کیے ہوتے ہیں کہ اس کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑتا ہے تو اس کے یہ کم اعمال ہی اس کی نجات کا باعث بن سکتے ہیں، اس حوالے سے سیدنا اصیرم بنی عبد الاشہل رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے قابلِ ذکر ہے۔

ابو اسحاق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا براء بن عازب کو فرماتے ہوئے سُنا:

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا.[54]

ایک شخص اللہ کے نبی ﷺ کے پاس (جنگ کے دن) لوہے کا لباس پہن کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں جنگ کروں یا مسلمان ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر لڑائی (جنگ) کرنا تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا پھر جنگ میں شریک ہوا تو وہ شہید کر دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے عمل بہت کم کیا ہے لیکن اجر بہت زیادہ لے گیا ہے۔

اس روایت کے مطابق سیدنا اصیرم رضی اللہ عنہ حالتِ جنگ میں ہی حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر جنگ میں شریک ہو کر عملِ قلیل پر اجر کثیر کے حقدار قرار پائے۔ اس میں ہماری زندگی پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہمیں اعمال کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ترجیحاً کرنا چاہیے کیوں کہ کسی بھی پر خلوص عمل پر بہت بڑے اجر کے حق دار بن سکتے ہیں۔

13۔ دنیا میں حرام کا ارتکاب یا آخرت میں جنت کا انعام

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان یا تو دنیا میں حرام کاری کرے اور دنیا میں حرام کردہ چیزوں کو اپنا لے یا پھر صبر کر کے ان کو چھوڑ کر آخرت میں جنت کا حق دار بن جائے اس حوالہ سے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ، فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا» قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: «مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا».[55]

نبی کریم ﷺ کو ریشمی لباس بطور ہدیہ (تحفہ) پیش کیا گیا تو ہم اسے چھو کر مسل کر اس پر تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے تعجب کر رہے ہو ہم نے عرض کی: جی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس ریشم سے کئی درجہ بہتر ہیں۔

اس روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ کو ریشمی جبہ بطور ھدیہ پیش کیا گیا مرد کے لیے ریشم دنیا میں حرام ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بات پر تعجب محسوس ہو گا کہ آخرت میں یعنی جنت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا رومال اس دنیاوی ریشمی جبہ سے کئی درجہ بہتر ہو گا اس سے ہماری زندگی پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہمیں حرام کے ارتکاب سے محفوظ رہنا چاہیے اور ہمیں حلال کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ اس کا اجر جنت کی صورت میں مل سکتا ہے۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی راہ نمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ بنایا اور اُن کے معاون کے طور پر انہیں ساتھی عطا فرمائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کو بھی ساتھی عطا فرمائیں جنہیں صحابہ کہا جاتا ہے۔ صحابہ میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں دونوں نے اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں دونوں میدانِ تبلیغ اور میدان تعلیم و تربیت کی طرح میدانِ جہاد و قتال میں بھی سرگرم عمل رہے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں میں سے بعض کو صراحت اسماء کے ساتھ جنت کی خصوصی بشارت دی گئی ہے یہ بشارت اُن کے عزم و استقلال، صبر و حوصلہ اور اسلام کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی وجہ سے ہیں۔ اِس مضمون میں ہم نے بعض صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جنہیں جنت کی خصوصی بشارت دی گئی ہے اور پھر اِن سے ماخوذ نتائج و اثرات ذکر کیے ہیں تاکہ ہماری دنیوی و اُخروی زندگی ان نفوس قدسیہ کی سیرت و کردار کی روشنی میں کامیاب بن سکے۔

(References الھوامش)

[1]۔ ابن درید، محمد بن حسن، ابو بکر، جمہرۃ اللغۃ، دارالعلم، بیروت، 1987ء، 1/311

ạib̊na dry̰d, muḥamāda b̊n ḥus̊ni^{n} , ạbwbk̠r, jmhr ȁllūg̱ẖaẗa, dāra ạl̊ʿil̊mi, by̰rwt, 1987ʾ, 1 / 311

[2]۔ الازھری، محمد بن احمد، ابو منصور، تہذیب اللغۃ، داراحیاء التراث، بیروت، 2001ء، 11/246

ạl̊ạả̊zharīũ, muḥamāda b̊n ạiḥ̊mad̊, ạib̊wi man̊ṣūra^{n}, tah̊dẖība ạllūg̱ẖaẗi, dāra ạḥy̰ạʾ ạltūrāṯẖa, by̰rwt, 2001ʾ, 11 / 246

[3]۔ ایضا

Ibid

[4]۔ الازھری، محمد بن احمد، ابو منصور، تہذیب اللغۃ، 11/246

ạl̊ạả̊zharīũ, muḥamāda b̊n ạiḥ̊mad̊, ạib̊wi man̊ṣūra^{n}, tah̊dẖība ạllūg̱ẖaẗi, 11/246

[5]۔ الانشقاق 84:24

Ạlạnsẖqạq 84: 24

[6]۔ الجوهري، أبو نصر إسماعيل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دارالعلم، بیروت، 1989ء، 2/591،590

ạljwry, ạảbū nas̩̊ri ạsmạʿyl b̊n ḥamāạdi^{n}, ạlṣīḥ̊āḥu tāja ạllūg̱ẖaẗi wa ṣiḥāḥu ạl̊ʿarabīāẗi, dāra ạl̊ʿil̊mi, by̰rwt, 1989ʾ, 2/590̓, 591

[7]۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابو محمد، سنن الدارمی، دارالمغنی، سعودی عرب، 2000ء، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من قراء القرآن (3366)، 4/2093

ạldãạrimīũ, ʿbdạll ٥ḃn ʿaḃdālraḣmani^{n}, ạiḃwi muḥamādu^{n}, sunĩnã ạldãạrimīã, dāra ạlmgẖn, sʿwdy̰ ʿarabu^{n}, 2000ʾ, ḵtạb faḍāyỉla ạl̊qur̊ạ̊ni, bābu^{n} faḍāla min̊ qurãạʾi ạl̊qur̊ạ̊ni (3366), 4/2093

[8]۔ الِافریقي، ابن منظور، اَبو الفضل، جمال الدین، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر بیروت، 1414، 4/61

ạl̊ạf̊rīqīũ, ạiḃna man̊ẓūri^{n}, ạảbū ạl̊faḍ̊li, jamāla ạldīyni, muḥamāda ḃn mkrm ḃn ʿalay̱, lisāna ạl̊ʿarabi, dāra ṣādira baẙrūti, 1414, 4/61

[9]۔ ایضا 4/62

Ibid, 4/62

[10]۔ فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، ابو طاہر، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2005ء، 1/350

fyrwz âbạdy̰, muḥamāda ḃn y̰ʿqwb, ạiḃwi ṭạ٥r, ạl̊qāmūsa ạlmḥy̰ṭ, mūảsāsaẗa ạlrĩsālaẗi, by̰rwt, 2005, 1/350

[11]۔ کیرانوی، قاسمی، وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص:167

ḵy̰rạnwy , qāsimīũ^{n}, wḥy̰d ạil̊zamānĩ, ạl̊qāmūsa ạlwḥy̰d, ạdạr ạslạmy̰ạt, lạwr, 2001, p;167

[12]۔ الجرجانی، علی بن محمد، التعریفات، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1983ء، 1/45۔

ạljrjạny̰, ʿly̰ ḃn muḥamādi^{n}, ạltʿr y̰fạt, dạrạlḵtb ạlʿlmy̰, by̰rwt, 1983, 1/45

[13]۔ التھانوی، محمد بن علی، موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان، بیروت، 1996ء، 1/336

ạlthạnwy, muḥamāda ḃnʿly̰, maẘsūʿaẗa ḵsẖaf ạiṣ̊ṭilāḥāti ạl̊funūni wa ạl̊ʿulūmu, mḵtb lub̊nānu^{n}, by̰rwt, 1/336

[14]۔ الشیباني، ابن الاثیر، علی بن محمد بن عبد الکریم الجزري، اَبو الحسن عز الدین ابن الأثیر، اسد الغابۃ في معرفۃ الصحابۃ، دار ابن حزم، لبنان، 3/699

ạlsẖãẙbānīũ, ạiḃna ạlạṯẖyr, ʿalay̱ ḃn muḥamādu ḃn ʿaḃdi ạl̊karīmi ạl̊jazarĩĩ, ạảbū ạl̊ḥus̊ni ʿizã ạldīyni ạiḃna ạl̊ạảṯẖīri, ạus̊du ạl̊gẖābaẗa fī maʿrifaẗi ạlṣãḥābaẗi, dāra ạiḃnu ḥaz̊mi^{n}, lub̊nānu^{n}, 3/699

[15]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، دارالجلیل للنشر والتوزیع والطباعۃ، بیروت، لبنان، کتاب الجھاد، باب: عمل صالح قبل القتال، حدیث نمبر 2808

ạl̊bukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda ḃn ạsmạʿyl, ṣḥy̰ḥ ạl̊bukẖārīã, dāra ạljlyl lilnãsẖ̊ra wāltãẘzīʿa wālṭĩbāʿaẗa, by̰rwt, lub̊nānu^{n}, ḵtạb ạl̊jihāda, bābu^{n}: ʿamalu ṣāliḥu qaḃla ạl̊qitāli, Ḥady̰ṯẖ no;2808

[16]۔ العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1415ھ، 1/455۔ ابن مندہ، محمد بن اسحاق، ابو عبداللہ، معرفۃ الصحابۃ، مطبوعات جامعۃ الامارات العربیۃ المتحدۃ، 2005ء، 1/267

ạl̊ʿas̊qalānīũ, ạiḃna ḥajari^{n}, ạiḣmaḋ ḃn ʿly, ạl̊ạṣābaẗa fy̰ tmy̰yz ạlṣãḥābaẗa, dāra ạlḵtb ạlʿlmy̰ẗ, byrwt, 1415, 1/455, ạiḃna mnd, muḥamāda ḃn ạsḥạq, ạiḃwi ʿbdạll, maʿrifaẗa ạlṣãḥābaẗi, maṭ̊bũʿāti^{n} jāmiʿaẗi^{n} ạlạmạrạt ạl̊ʿarabīãẗa ạl̊mutãḥidaẗa, 2005ʾ, 1/267

[17]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التھجد باللیل، باب فضل الطھور باللیل والنھار حدیث نمبر 1149

ạl̊bukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda ḃn ạsmạʿyl, ṣḥy̰ḥ ạl̊bukẖārīã, Ḥady̰ṯẖ no;1149

[18]۔ القرطبی، اَبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دار الجیل بیروت، 1992، 1/200

ạl̊qur̊ṭubīũ, ạảbū ʿumari ywsf b̊n ʿab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n ʿab̊di ạl̊barĩ, ạl̊ạis̊tyʿāba fī maʿ̈rifaẗi ạlạṣḥạb, taḥ̊qīqu^{n}: ʿalay̱ muḥamādi ạlbjạwy, nāsẖiru^{n}: dāru ạl̊jīli baẙrūta, 1992, 1/200

[19]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام حدیث نمبر3613

ạl̊bukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda b̊n ạ̧smạʿyl, ṣḥy̰ḥ ạl̊bukẖārīã, Ḥady̰tẖ no; 3613

[20]۔ الحجرات2:49

Ạlḥjrạt 49:2

[21]۔ القرطبی، ٲبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 2/ 602

ạl̊qur̊ṭubīũ, ạảbū ʿumari ywsf b̊n ʿab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n ʿab̊di ạl̊barĩ, ạl̊ạis̊tyʿāb, 2/602

[22]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مس الحریر من غیر لبس حدیث نمبر5836

ạl̊bukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda b̊n ạ̧smạʿyl, ṣḥy̰ḥ ạl̊bukẖārīã, Ḥady̰tẖ no; 5836

[23]۔ القرطبی، ٲبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 3/ 1080

ạl̊qur̊ṭubīũ, ạảbū ʿumari ywsf b̊n ʿab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n ʿab̊di ạl̊barĩ, ạl̊ạis̊tyʿāb, 3/1080

[24]۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دارالجلیل للنشر والتوزیع والطباعة، لبنان، کتاب الایمان، باب دخول طوائف المسلمین الجنة بغیر حساب حدیث نمبر216

ạl̊qir̊sẖīũ, ạmạm, mus̊lima b̊n ḥujãạji^{n}, ṣḥy̰ḥ mus̊limu^{n}, dāra ạljly̰l lilnãs̊ẖra wạltwzy̰ʿ wāl̊ṭībāʿaẗa, lub̊nānu^{n}, k̲ṭạb ạlạ̧y̰mạn, bāba dukẖūli ṭawāy̰ỉfa ạlmslmy̰n ạ̊ljanāẗa b̃ghy̰r ḥisāba, ḥdy̰tẖ nmbr216

[25]۔ القرطبی، ٲبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 3/ 1168

ạl̊qur̊ṭubīũ, ạảbū ʿumari ywsf b̊n ʿab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n ʿab̊di ạl̊barĩ, ạl̊ạis̊tyʿāb, 3/1168

[26]۔ الشیبانی ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسة الرسالة، بیروت، مسند الانصار، حدیث ابی قتادة الانصاری حدیث نمبر22553

ạlsẖãẙbānīũ ạib̊wi ʿab̊dāllāha ạmạm ạiḥ̊mad̊ b̊n ḥan̊bali^{n}, mus̊nada ạiḥ̊mad̊, mūảsāsaẗa ạlrĩsālaẗi, baẙrūta, mus̊nada ạ̊lạản̊ṣāri, ḥdy̰tẖ ạảbī qatādaẗa ạ̊lạản̊ṣārĩī, ḥdy̰tẖ nmbr22553

[27]۔ القرطبی، ٲبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 1/ 206

ạl̊qur̊ṭubīũ, ạảbū ʿumari ywsf b̊n ʿab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n ʿab̊di ạl̊barĩ, ạl̊ạis̊tyʿāb, 1/206

[28]۔ الشیبانی ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عائشہ بنت الصدیق حدیث نمبر25337

ạlsẖãẙbānīũ ạib̊wi ʿab̊dāllāha ạmạm ạiḥ̊mad̊ b̊n ḥan̊bali^{n}, mus̊nada ạiḥ̊mad̊, ḥdy̰tẖ nmbr 25337

[29]۔ اسد الغابۃ2/ 65

ạus̊du ạ̊lgẖābaẗa, 2/65

[30]۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ حدیث نمبر489

ạl̊qir̊sẖīũ, ạmạm, mus̊lima b̊n ḥujãạji^{n}, ṣḥy̰ḥ mus̊limu^{n}, ḥdy̰tẖ nmbr 489

[31]۔ اسد الغابۃ1/ 296

ạus̊du ạ̊lgẖābaẗa, 1/296

[32]۔ الطبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ناشر: مکتبة ابن تیمیة قاهرة، طبعة ثانیة، حدیث نمبر7892

ạlṭãbarānīũ ạib̊wi ạ̊lqāsima salīmāni b̊n ạiḥ̊mad̊, ạ̊lmuʿ̈jama ạlk̲by̰r, nāsẖiru^{n}: mak̊tabaẗu ạib̊ni tīmīãẗi^{n} qāhiraẗi^{n}, ṭab̊ʿaẗa tẖānīaẗi^{n}, ḥdy̰tẖ nmbr7892

[33]۔ اسد الغابۃ4/ 232

ạus̊du ạ̊lgẖābaẗa, 4/232

34۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی حدیث نمبر 1695
ảlqiȓshīũ, ạmạm, mus̊lima b̊n ḥujãạjin, ṣḥyḥ mus̊limun, ḥdyth nmbr 1695

35۔ اسد الغابۃ 1/153
ạus̊du ảlghābaẗa, 1/153

36۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ن م، کتاب الجھاد، باب فضل الحرس فی سبیل اللہ حدیث نمبر 2501
ạbwdạẘd, slymạn b̊n ạsh'th, ạlsĩjis̊tānĩĩ, sunĩnã ạby dạẘd, ảlmak̊tabaẗa ạl'sryẗ, byrwt, ktạb ạljd, bābun faḍāla ảlḥarasu fy sbyl ạll, ḥdyth nmbr2501

37۔ القرطبی، أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 3/898
ảlqur̊ṭubīũ, ạảbū 'umari ywsf b̊n 'ab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n 'ab̊di ảlbarĩ, ảlạis̊ty'āb, 3/898

38۔ ابن ابی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد، ابو بکر، المصنف، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409ھ، حدیث نمبر 32327
ạbnạ̊by shybaẗ, 'bdạll b̊n muḥamādin, ạib̊wi bkr, ảlmuṣanāfa, mktbaẗ ạlrãshada, ạlryạḍ, 1409, ḥdyth nmbr32327

39۔ اسد الغابۃ 3/280
ạus̊du ảlghābaẗa, 3/280

40۔ صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ من مناقب الصحابۃ، باب ذکر الدعاء الذی یعطی سائل اللہ ما سأل فی موضع من صلاتہ حدیث نمبر 1970
ṣḥyḥ ạib̊na ḥubãạnin, ktạb ạkhbạr ṣly ạllh 'lyh wslm min̊ manāqibi ạlṣāḥābaẗi, bāba dhkr ạldũ'ā'a ảlãdhī y'ṭī sāyila ạll mā sāảla fy maẘḍi'un min̊ ṣilātihi ḥdyth nmbr1970

41۔ القرطبی، أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 1/109
ảlqur̊ṭubīũ, ạảbū 'umari ywsf b̊n 'ab̊di ạll b̊n muḥamādu b̊n 'ab̊di ảlbarĩ, ảlạis̊ty'āb, 1/109

42۔ عبد بن حمید، ابو محمد، المنتخب من مسند عبد بن حمید، مکتبۃ السنۃ، قاہرہ، 1988ء، حدیث نمبر 1255
'abāda b̊n ḥmyd, ạib̊wi muḥamādun, ảlmun̊takhaba min̊ mus̊nadi 'ab̊di b̊n ḥmyd, mktbaẗ ạlsãnaẗa, qar1988', ḥdyth nmbr1255

43۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیہ حدیث نمبر 489
ảlqiȓshīũ, ạmạm, mus̊lima b̊n ḥujãạjin, ṣḥyḥ mus̊limun, ḥdyth nmbr489

44۔ البخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر 3613
ảlbukhārīũ, ạmạm, muḥamāda b̊n ạsmạ'yl, ṣḥyḥ ảlbukhārĩã, Ḥadyth no; 3613

45۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فضل الحرس فی سبیل اللہ حدیث نمبر 2501
sunĩnã ạby dạẘd, ḥdyth nmbr2501

46۔ مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 32327
Muṣanãf, ạbnạ̊by shybaẗ, ḥdyth nmbr32327

47۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، حدیث نمبر 1695
ảlqiȓshīũ, ạmạm, mus̊lima b̊n ḥujãạjin, ṣḥyḥ mus̊limun, ḥdyth nmbr1695

48۔ البخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التھجد باللیل، باب فضل الطھور باللیل والنھار، حدیث نمبر 1149
ảlbukhārīũ, ạmạm, muḥamāda b̊n ạsmạ'yl, ṣḥyḥ ảlbukhārĩã, Ḥadyth no;1149

[49]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار(6550)، 8/114
ạlbukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda ḃn ạsmạʿyl, ṣẖyḥ ạlbukẖārīã, Ḥadyṯẖ no;6550, 8/114

[50]۔ الشیبانی ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عائشہ بنت الصدیق، حدیث نمبر 25337
ạlsẖãy̆bānīũ ạiḃwi ʿaḃdāllāha ạmạm ạiḥmaḋ ḃn ḥaṅbaliⁿ, muṡnada ạiḥmaḋ, ḥdyṯẖ nmbr 25337

[51]۔ صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ من مناقب الصحابۃ، باب ذکر الدعاء الذی یعطی سائل اللہ ما سأل فی موضع من صلاتہ حدیث نمبر 1970
ṣḥyḥ ạiḃna ḥubāạniⁿ, kṯạb ạkẖbạr ṣly ạllh ʿlyh wslm miṅ manāqibi ạlṣāḥābaẗi, bāba dẖkr ạldūʿāʾa ạlāḏẖī yʿṭī sāyila ạll mā sāạla fy maẘḍiʿuⁿ miṅ ṣilātihi ḥdyṯẖ nmbr1970

[52]۔ القرشی، امام، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب دخول طوائف المسلمین الجنۃ بغیر حساب، حدیث نمبر 216
ạlqiṙsẖīũ, ạmạm, muṡlima ḃn ḥujāạjiⁿ, ṣḥyḥ muṡlimuⁿ, ḥdyṯẖ nmbr216

[53]۔ الطبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، حدیث نمبر 7892
ạlṭābarānīũ ạiḃwi ạlqāsima salīmāni ḃn ạiḥmaḋ, ạlmuʿ̈jama ạlkbyr, ḥdyṯẖ nmbr7892

[54]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب: عمل صالح قبل القتال، حدیث نمبر 2808
ạlbukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda ḃn ạsmạʿyl, ṣẖyḥ ạlbukẖārīã, Ḥadyṯẖ no; 2808

[55]۔ البخاري، امام، محمد بن اِسماعیل، صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مس الحریر من غیر لبس، حدیث نمبر 5836
ạlbukẖārīũ, ạmạm, muḥamāda ḃn ạsmạʿyl, ṣẖyḥ ạlbukẖārīã, Ḥadyṯẖ no; 5836